اصل تصنیف :۔ شاہ ولی اللہ محدثؒ

ترجمہ و املاء :۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ

ترجمہ
خیر کثیر

نواں خزانہ نشأتِ معاد کے احکام میں

اس کے لئے چار منزلیں ہیں : پہلی منزل عالم برزخ ہے ۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کا نام دیا ہے اور اسی مسئلہ کی تحقیق میرے نزدیک یہ ہے کہ نفس ناطقہ کی جبلت میں داخل ہے کہ وہ بدن کا مربّی ہو بلکہ نفس ناطقہ اس تربیت کا عین ہے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک نفس ہو اور وہ کسی بدن کی تربیت نہ کر رہا ہو ابتداءً یا بقاءً۔ اس لئے نفس ناطقہ متعلق ہوگیا اس روح طبعی کے ساتھ جو بدن سے خارج ہوئی ۔ اور اس کے تعلق کا مقصد یہ ہے کہ اس کے مواد کو محفوظ رکھے اور اس کے جبلی تقاضا کو پورا کرے اور ادراک خیالیہ اور وہمیہ جس کی الفت اس روح طبعی کو حاصل ہو چکی ہے اس کو حاصل کرتا ہے ۔

اور یہ لوگ موت کے بعد کئی طبقات پر ہو جاتے ہیں ، ان میں سے ایک وہ ہیں جو ملائکہ علویہ کلیہ کے ساتھ ملحق ہو گئے ۔ یہ لوگ مکملین میں سے کامل ہیں ۔ ان کی شان کلی ہے ، ان کا فیض بھی کلی ہے ۔

اور ان میں سے ایک ملائکہ جزئیہ ہیں ، ان کے اکثر لوگ شہید ہیں اور سابق اور

جو ان کی طرح کا ہو۔ جیسے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کی شان کلی ہے جزئی میں۔

ان میں سے ایک ملائکہ سفلیہ سے لاحق ہونے والے ہیں مختلف طبقات پر اور وہ شہداء ابرار کی جماعت ہے اور جو ان کے طرز پر ہیں اہل الفناء الاولی میں سے حال کے اعتبار سے۔ ان کی شان جزئی ہے جیسے کہ مظلوم کو مدد دینا اور جزوی خبریں لوگوں کو پہنچانا جن سے ان کو فائدہ پہنچے، جزوی فتنے دفع کرنا اور فتح میں امداد دینا۔

اور ان میں سے ایک "جن" سے لاحق ہونے والے ہیں جن کا لحوق پورا ہے یہ ایسے لوگ ہیں جو بُری خصلتوں کی بہت ممارست کی تو ان کے مجموعہ سے ایک ہیئت وجدانی پیدا ہوئی اس میں ان لوگوں کا نفس فنا حاصل کر سکا۔ اس طبقہ کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہیں بعض رذائل کے غلبہ کے حساب سے ان میں سے "المؤذون" (ایذاء دینے والے) ہیں اور ان میں سے دُوسرے ہیں۔

اور ان میں سے وہ لوگ ہیں جو "جن" سے ملحق ہوئے مگر ان کا لحوق ناقص ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ایک بُری عادت میں ان کو ملکہ حاصل ہوگیا ہے۔ ان کے نفس نے اسی ایک خصلت میں فنا حاصل کرلی۔ ان کے لئے چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہیں رذائل کی جزئیات کے حساب سے۔

اور ان میں سے وہ لوگ ہیں کہ انھیں فنا حاصل ہوئی اسی ہیئتِ واحدہ میں جو حسنات سے پیدا ہوئی۔ اور ان میں سے وہ ہیں جن کو ایک حسنہ واحدہ میں فنا حاصل ہوئی، اس قیاس پر جیسے کہ ہم سیئات میں لکھ چکے ہیں۔

ان میں سے ایک وہ لوگ جو آزاد ہیں نہ گرمی ہے نہ سردی اور نہ کوئی تاثیر ہے اور اکثر یہ لوگ ہیں۔

کسی ملکہ فاضلہ میں فنا حاصل کرنا یا کسی خسیسہ ملکہ میں فنا حاصل کرنا حکمت ذوقیہ میں ایک بڑی چیز مانا جاتا ہے اور اس کی حقیقت کھولی جائے تو یہ ہے کہ جیسے یہ ممکن ہے کہ انسان اللہ عزوجل اور اس کے اسماء میں فنا حاصل کرے۔ ایسے ہی ممکن ہے کہ کسی ایک روح میں فنا حاصل ہوئی ہو۔ یونانیوں میں اشراقی حکیم اس کی مشق کرتے تھے اور افلاک و کواکب کی

رُوح میں فنا حاصل کر لیتے اور یہ صوب الحق کے نزدیک امر باطل ہے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ فنا حاصل ہو ایک ملکۂ فاضلہ میں یا رذیلہ میں یا مباحہ میں کیا ایسا نہیں ہے کہ یہ امور کی نشأت میں وجود رکھتے ہیں اور ان کی خصوصیات میں انھیں کے سبب سے "یہ ہی ہی" ہیں کیا ایسا نہیں کہ ہر ایک موجود سے دوسرے موجود کی طرف ایک راستہ ہے اور اس کے ساتھ اسے مناسبت ہے یا تو اتحادِ نشأت کی وجہ سے اور یا تجانس دنیاوی کی وجہ سے۔ پس جس وقت ایک ملکہ اس کے سامنے اپنی خوبصورتی میں متمثل ہوتا ہے اور اس کے قلب میں ایک جگہ حاصل کر لیتا ہے تو نفس ناطقہ اس ملکہ کا تابع بن جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے موطن میں اس کے ساتھ اجتماع حاصل کر لیتا ہے اور اس کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ (یہی معنیٰ ہیں فنا فی الملکہ کے)۔

لوگ دو قسم ہیں: ایک صنف ہے رنگین مزاج، وہ جس وقت رب تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ایک لحظہ میں ان کو فنا کے بھی تکرار کی حاجت ہے۔ یہ صنف اگر فنا فی اللہ حاصل نہ کر سکے تو بڑے خطرے میں ہے۔ ممکن ہے کہ کسی ملکہ فاضلہ یا غیر فاضلہ میں فنا حاصل کرے۔ دُوسری صنف ہے جو رنگین مزاج نہیں ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر خیر محض کی طرف متوجہ ہوں تو ان کو فنا شفا ہی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ صنف اس قسم کے خوفناک ہلاکتوں سے یک طرف ہے۔ فتدبّر

انسان کے بدن کا مزاج کبھی کبھی ایسی طاقت پیدا کر دیتا ہے جس کو نفس ناطقہ اور حواس میں مخلوط درجہ ماننا چاہیئے جیسے کہ قرآن شریف میں ہے وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ تو اس خلط کے مالک کے لئے تجرّد اور تخلّص کے قریب کرنے والی کوئی قوت نہیں ہے اور کبھی یہ چیز ورثہ میں ملتی ہے اس لئے کہ بچّے کی رُوح والدین کے نقش سے پیدا ہوتی ہے جیسے ہم نے ذکر کیا۔

اِس مزاج کے لوگ دو صنف ہیں: ایک صنف تو خبیث محض اور طیب محض کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ خلط کی قوت قوی ہے اور دوسرا صنف ایسا ہے جو اسے برداشت کر لیتا ہے اور جو لوگ خبیث کو برداشت کر لیتے ہیں وہ متمرد جنّوں میں

داخل ہو جاتے ہیں اور کبھی قبلہ دونوں کا متفق ہو جاتا ہے اس کے تمثل پر۔

اور عرفان کے نتائج میں سے ایک حیلہ ایسا ہے کہ اس خبیث مزاج کا مالک بھی ملکات حسنہ میں فنا حاصل کرے اور اس منزل میں ایسے علوم اور معارف اور عجیب تاثیرات ہیں جو دوسرے میں نہیں اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ شواغل حسیہ تو ختم ہو گئے اور قوی مدرکہ دنیاوی موجود ہیں۔

اور مختصر بات اس میں یہ ہے کہ لوگ اس عالم میں تین قوتوں کے مالک ہیں: خیال وہم اور ادراک۔ تو تعلیم، تعلم انھیں قوتوں کے زور سے ہو سکتا ہے اس لئے ان کا ان ملکات میں فنا حاصل کرنا وہاں ظاہر ہوگا۔ یہاں ظاہر نہیں ہوتا۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ لوگ نشأت قبر میں تو اخلاق اور ملکات سے مسئول ہوتے ہیں اور نشأت حساب میں اعمال اور عقائد سے سوال کیا جاتا ہے۔ جو بات ہمارے ذوق میں متحقق ہوئی وہ یہ ہے کہ میت کے لئے کوئی عمل جائز نہیں مگر چار طریقوں پر۔

۱۔ اس کے اقارب اور احباب کے ساتھ نیکی کی جائے گویا کہ ان کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔

۲۔ اس کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے نزدیک بیٹھ کر قرآن پڑھے تاکہ اس کو انس حاصل ہو۔

۳۔ اس کی نیابت کرے، اس کی طرف سے صدقہ دے یا غلام آزاد کرے یا حج کرے جیسے کہ میت کی طرف سے حوالہ قبول کر دے۔ وغیرہ

۴۔ اللہ سے اس کے لئے مغفرت مانگے۔ اللہ اپنے فضل سے قبول کرے اور اس کے درجے بڑھائے اور اس کی سیئات سے تجاوز کرے۔

ان کے سوا اور جو طریقے لوگوں میں رائج ہیں استمداد اور فاتحہ کے یہ ہمارے نزدیک کوئی چیز نہیں ہیں۔

جب تیرے کان پر ایسی کوئی آواز پڑے جو منبع نبوت (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات) سے نکلی ہو، جس سے یہ معلوم ہو کہ ارواح کسی مکان سے تھے یا طیران ملائکہ کے ساتھ تو اس کو

ہمارے اس خیال کا مؤید بنادو، جو ہم نے تجھے بتایا ہے کہ ان کے لئے مختلف مکان ہیں: آسمان پر، قبر کے نزدیک، کُرۂ ہوا میں۔

اور اصل مکان کی تخصیص میں یہ ہے کہ وہ ایک طائفہ مخصوصہ کے ساتھ لاحق ہوجاتے ہیں، اور ان کے مختلف قسم کے عذاب ہیں جیسے علمی، حسی، جسمی۔ اور اصل ان عذابوں کے خاص ہونے میں وہ ملکات ہیں جن سے نفس متصف ہوا بسبب بدن کی استعداد کے۔ اور اسی طرح ہیں انواع ثواب کے۔

کبھی بدن محفوظ رہ جاتا ہے نفس کی قوت کی وجہ سے اور قبر میں جگہ ملنے کی وجہ سے اور یہ لوگ یا تو شہید ہوتے ہیں یا قرآن کے حامل۔ اور عذاب محسوس کا سبب بھی اسی قسم کا ہوتا ہے۔

دُوسری منزل، قیامت کبریٰ اور حشر کی منزل جاننا چاہئے کہ یہود نے جب کہ طغیان اور بغاوت کا استعمال کیا انبیاء کو قتل کرتے رہے۔ عیسیٰ ابن مریم صلوات اللہ علیہما کی بے حرمتی کی تو ان کا صحیفہ جور و جفا سے بھر گیا اور ان کی خطائیں آسمان تک پہنچ گئیں، اس سے پہلے عاد اور ثمود کی شرارتیں بھی آسمان تک پہنچ چکی تھیں اور ان کے لئے خصوصی آثار موجود تھے، جب یہود کے شرور ان کے ساتھ مل گئے اور سارے شر ایک شر کی شکل اختیار کر گئے اور ایسی نشأت میں محقق ہوگئے جو اس سے اتم اور اکمل تھی تو وہ ایک انسان کے برابر ہوکر ایک انسان بن گیا، وہی مسیح الدجال ہے جو شرور کی جانب پُورا انسلاخ حاصل کرچکا ہے، اس کے لئے عقل کا ارتفاع من جانب اللہ ہوتا رہتا ہے، تو جس قدر حوادث شری ہوتے رہتے ہیں اس سے اس کا کمال وقتاً فوقتاً بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اسم مطلق آپ کے قلب سے طلوع کرنے لگا اور دجّال مضطر ہوگیا اور دنیا سے ایک طرف ہوا جب کہ آپ کا زمانہ لمبا گزر گیا اور شرور بہت بڑھ گئے اور واقعات کثرت سے واقع ہوئے تو اس کا کمال وقتاً فوقتاً بڑھتا رہا۔ ہر شر اس کے ساتھ ایسا لاحق ہوتا ہے جیسے جزئی کُلی کے ساتھ مل جائے، یہاں تک کہ تمام زمین

جور اور ظلم سے بھر گئی اور اکثر امت گمراہ ہوگئی تو "اسم جامع محمدی" نے اپنے حقوق[۵] اخذ کئے تو ایک ایسے انسان کی شکل میں متجلی ہوا جس کا نام آپ کا نام بعینہٖ ہے اور جس کی عادت آپ کی عادات کی طرح ہے اور جس کا خلق آپ کے خلق کی طرح ہے تو اس کے ذریعہ سے بگڑی امّت کو دُرست کیا اور زمین کو عدل سے بھر دیا۔ پس دجّال اس وقت منقبض ہوا اور اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا تو نکلا الوہیت کا دعویٰ کرتے ہوئے اور فساد پھیلایا زمین میں بغیر الحق (ناحق) اور لوگوں کو گمراہ کیا یہاں تک کہ یہ بھی پہنچ گیا آسمان تک تو اس کے مقابل میں آیا اسم عیسوی۔ اس لئے کہ وہ یہود کے شرور کا محو کرنے والا ہے جس کی دجّال کی بنیاد اٹھی تھی اور اس کو تائید حاصل ہوئی اسم جامع محمدی کے کمال سے۔ پس وہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئے اور دجال کو قتل کیا اور زمین کے مالک بنے اور اسم جامع کا حق ادا کیا پھر دجّال کی رُوح بلند ہوئی اور وہ شرور جو مل کر ایک ہوگئے تھے تو اللہ نے لوگوں کو یاجوج ماجوج سے ہلاک کر دیا۔ پھر یہ یاجوج ماجوج بھی اٹھا لئے گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی ہمت سے اور جب عیسیٰؑ فوت ہوگئے اور لوگ شرور میں منہمک ہوئے اور دجال بھی ایک روح مطروح بن گیا تو فساد اتنا عام ہوا کہ جس کی تقریر تحریر نہیں ہوسکتی۔ اس کے بعد قیامت آئی جو نظام عالم کی محو کرنے والی ہے جو اس ترتیب کو بگاڑنے والی ہے۔ اس پر ایک حصہ زمانہ کا گزر گیا۔

۵؎ عربی اصل میں یحقوتھا ہے تو ترجمہ ہوگا اس کی کمر سے پکڑا۔ مترجم امام نے اس کو بحقوقھا قرار دیا ہے۔